OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:5, Issue: 1, Jan -June 2024
DOI:10.51665/al-duhaa.005.01.0258, PP: 163-174

سیاسی تنازعات کے تدارک کا سامی ادیان کی روشنی میں تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of the Resolution of Political Conflicts in the Light of Abrahamic Religions

Published:
20-06-2024
Accepted:
10-06-2024
Received:
01-05-2024

Abida Rashid
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies,
The University of Lahore
Email: abidarasheed1972@gmail.com

Dr. Abdul Rashid Qadri
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
The University of Lahore
Email: drirrc2010@gmail.com

Abstract

The Abrahamic religions contain extensive material in their sacred texts for resolving conflicts. Whenever a conflict arises in any of these religions, its solution can be found in their holy books. Even when disputes occur with followers of other Abrahamic faiths, the solution is provided in each sacred text. The Holy Scriptures advocate for both forgiveness and retribution as means of conflict resolution. While retribution (Qisas) is a severe measure, it is also recognized as a necessary act for the preservation of humanity. Despite its severity, Qisas is understood to be crucial for maintaining justice and peace.
Keywords: *Resolution, Political Conflicts, Abrahamic Religions.*

CC BY

تعارف موضوع

سامی ادیان میں تنازعات کو حل کرنے کے اصول ہر الہامی کتاب میں موجود ہیں اور ساتھ ہی ساتھ صاحب کتاب رسول کی زندگی میں بھی ان مسائل کے حل موجود ہیں اور انبیاء کرام نے اپنے اعمال سے ان مسائل کو حل کرنے کے طور طریقے اپنی امت کو سکھائے ہیں تنازعات کو حل کرنا ایک بات ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو ایسے اصول اپنے بندوں کو الہامی کتابوں میں دے چھوڑے ہیں کہ اگر انسان ان پر عمل کرے تو کسی قسم کا کوئی تنازعہ کھڑا ہی نہ ہو بعض اوقات ہمیں یہ اصول مشکل لگتے ہیں لیکن اگر دیکھا جائے تو دراصل یہ اصول دنیا میں امن قائم کرنے کا باعث بنتے ہیں جن میں سر فہرست قصاص ہے جو بہت سے تنازعات کا حل ہے اگرچہ اسکو ایک سخت اصول مانا جاتا ہے لیکن اس کی وجہ سے کئی جھگڑے کھڑے ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جاتے ہیں تنازعات کو حل کرنے کا سامی ادیان میں ایک طریقہ قصاص ہے

(ا) قصاص اور بدلہ

یہودیت

یہودیت میں بھی قصاص اور بدلہ لینے کو بڑی اہمیت دی گئی ہے کیونکہ یہ وہ ذریعہ ہے جسکی بنیاد پر بہت سے قتل و غارت کی روک تھام ہو جاتی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو یہ حق نہ دیا ہوتا تو انسانیت کی بقا خطرے میں تھی اور جسکا بس چلتا وہ دوسروں سے جینے کا حق بھی چھین لیتا کمزور ہر وقت طاقتوروں کے ہاتھوں قتل ہوتے رہتے اور کوئی بھی پوچھنے والا نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس حکم کی وجہ سے کمزور لوگوں کو بھی جینے کا تحفظ دیا اور بہت سے لڑائی جھگڑے صرف اسلیے ختم ہو جاتے ہیں کہ لوگ انکے انجام سے ڈرتے ہیں بہت سے لوگوں کو صرف اسلیے نہیں مارا جاتا کہ بدلے میں انکو بھی مار دیا جائے گا جیسا کہ توراۃ میں اللہ نے یہ حکم دیا ہے

> ""اِس لئے کہ خدا نے انسان کو اپنی مُشابہت پر پیدا کیا ہے۔ اس لئے جو کوئی بھی کسی شخص کا خون بہاتا ہے تو دوسرا شخص اس کا خون بہائے گا"[1] (پیدائش 6:9)

تورات میں قتل کرنے والے کو قتل کر دینے کا حکم موجود ہے اسی سبب سے تنازعات کی روک تھام کی جاسکتی ہے لیکن اگر قتل غصے میں کیا ہے تو قاتل کو بھی سزائے موت ہی دی جائے گی لہٰذا قتل میں قاتل کے غصے اور ارادہ قتل کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا اسی طرح سے انسانیت کی بقا ممکن ہے

> "اگر کوئی آدمی کسی کو ضرر پہنچائے اور اُسے مار ڈالے تو اس آدمی کو بھی مار دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی کو بغیر کسی ارادہ کے مارتا ہے اور وہ مر جاتا ہے تو یہ سمجھا جائے گا کہ یہ خدا کی مرضی سے ہوا ہے۔ اس لئے اسے اسی خاص محفوظ جگہ میں بھاگ جانا چاہئے جسے کہ میں نے مقرر کیا ہے۔ لیکن کوئی آدمی اگر کسی کو غصہ یا نفرت کے سبب مار ڈالے تو اس قاتل کو میری قربان گاہ سے دور لے جاؤ اور اُسے موت کی سزا دو۔"[2]

اور یہ قصاص بہت حد تک ہر قسم کے تنازعہ کی روک تھام ثابت ہوتا ہے یہاں تک کہ تالمود میں تو یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ اگر کوئی آپ کو مارنے کے لیے آئے تو اس سے پہلے کہ وہ آپ کو مارے اسے ختم کر دو

> *'If I go there, he [the owner] will oppose me and prevent me; but if he does I will kill him.' Hence the Torah decreed, 'If he come to slay thee, forestall by slaying him'.*[3]

ترجمہ ''اگر میں وہاں جاؤں گا، تو وہ [مالک] میری مخالفت کرے گا اور مجھے روک دے گا؛ لیکن اگر وہ ایسا کرے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ اس لیے تورات نے حکم دیا، 'اگر وہ تمہیں قتل کرنے کے لیے آئے، تو اس سے پہلے تم اسے قتل کر دو۔''

اسی طرح نہ صرف قتل بلکہ جسم کے اگر تمام اعضاء کو نقصان پہنچایا جائے تو نقصان پہنچانے والے سے اس کا قصاص لیا جائے گا تاکہ صرف قتل سے ہی لوگ نہ ڈریں بلکہ جسم کو ایذا دینے سے بھی ڈریں یہاں تک کہ ایک آقا کو بھی غلام کو مارنے کا کوئی حق نہیں ہے اگر کوئی آقا اپنے غلام کو مارتا ہے اور اسکے جسم کا کوئی عضو ضائع ہو جاتا ہے تو آقا کے لیے لازم ہے کہ اس غلام کو آزاد کر دے اور اس کے اعضاء کی یہی قیمت ہے

''تم آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، ہاتھ کے بدلے ہاتھ، پیر کے بدلے پیر۔ جلانے کے بدلے جلانا، کھرچنے کے بدلے کھرچنا اور زخم کے بدلے زخم۔ اگر کوئی آدمی کسی غلام کی آنکھ پر مارے اور غلام اس آنکھ سے اندھا ہو جائے تو اس غلام کو ہر جانے کے طور پر آزاد کر دیا جائے۔ یہ قانون مرد اور عورت دونوں غلام کے لئے لاگو ہو گا۔ اگر غلام کا آقا غلام کے منھ پر مارے اور غلام کا کوئی دانت ٹوٹ جائے تو غلام کو آزاد کر دیا جائے گا۔ غلام کا دانت اس کی آزادی کی قیمت ہے۔ یہ غلام اور آقا دونوں کے لئے برابر ہے۔''[(4)]

مسیحیت

مسیحیت میں بھی جرم کے خاتمے کے لیے کئی اصول و احکامات اللہ ربّ العزت کی طرف سے نازل ہوئے ہیں لیکن مسیحیت میں بدلہ لینے کی بجائے معافی پر زیادہ زور دیا گیا ہے جبکہ یہودیت اور اسلام میں قصاص کی اہمیت کو زیادہ واضح کیا گیا ہے، لیکن اسکے باوجود مسیحیت میں بھی قاتل کے لیے سزا ہی ہے نہ کہ کھلی چھٹی یہاں تک کہ مسیحیت میں بھی قاتل کو عدالت کے حوالے کرنے کا حکم ہے بلکہ جو اپنے بھائی کا برا چاہے وہ بھی سزا کا حقدار ٹھرایا جاتا ہے جبکہ قاتل کو سزائے موت کا واضح حکم نہیں دیا جا رہا جبکہ یہودیت اور اسلام میں خون کا بدلہ خون کہا گیا ہے۔

''تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کرے گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہو گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا وہ صدر عدالت کی سزا کے لائق ہو گا اور جو اس کو احمق کہے گا وہ آتشِ جہنم کا سزاوار ہو گا''[(5)]

مسیحیت میں بھی ان جرائم کو سرے سے نا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے

''کیونکہ یہ باتیں کہ زنا نہ کرو، خون نہ کرو، چوری نہ کرو، لالچ نہ کرو، اور ان کے سوا اور جو کوئی حکم ہو ان سب کا خلاصہ اس بات میں پایا جاتا ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت کرو''[(6)]

جسم کے اعضاء کا بدلہ لینے کا حکم جہاں یہودیت اور اسلام میں دیا گیا ہے وہاں مسیحیت میں یہاں بھی در گزر کرنے کو ترجیح دی ہے بلکہ اگر کوئی ایک گال پر تمانچہ مارے تو اسکی طرف دوسرا گال بھی کر دو

''تم سن چکے ہو کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تمہارے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دو۔''[(7)]

لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہودیت اور اسلام جہاں جان کے بدلے جان کا مطالبہ کر رہے ہیں وہاں مسیحیت میں در گزر کی

تلقین ملتی ہے

اسلام

اسلام میں بھی یہودیت کی طرح قصاص کو اولین ترجیح دی گئی ہے اور بہت سے تنازعات کا حل اسکو سمجھا گیا ہے بلکہ اسلام میں تو قصاص میں بنی نوع انسان کی بقاء اور حیوۃ چھپی ہے لیکن ان ساری باتوں کے باوجود اگر مسیحیت کی طرح کوئی کسی کو معاف کرنا چاہے تو اسکے بھی اللہ کے نزدیک درجات ہیں :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنثَىٰ بِالْأُنثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (8)

ترجمہ ”اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد، آزاد کے بدلے , غلام , غلام کے بدلے عورت , عورت کے بدلے ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے ۔اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے اس کے باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے“

جسم کے اعضاء کو اگر نقصان پہنچایا جائے تو اسلام میں یہودیت کی طرح ہر عضو کا قصاص ہے جبکہ مسیحیت میں اس بات کو پسند کیا گیا ہے کہ اگر کوئی آپ کے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرے کو بھی آگے کردو اور عفوودرگزر سے کام لو جبکہ اسلام میں جس جسم کے عضو کو نقصان پہنچا ہے ویسا ہی بدلہ لینے کا اختیار ہے یہودیت کی طرح بدلہ لینے کا اختیار بھی ہے لیکن مسیحیت کی طرح درگزر سے کام لے لیا جائے تو وہ بھی جائز ہے ،

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ(9)

ترجمہ ”اور ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کردی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ بدلے آنکھ اور ناک بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کردے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق نہ کریں، وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔“

نبی کریم ﷺ بھی قصاص لینے کی ترغیب فرماتے تاکہ لوگ جرم کرنے سے پہلے اپنے انجام سے ڈریں

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ(10)

ترجمہ ”کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام کو قتل کیا تو ہم اسے قصاص میں قتل کردیں گے اور جس نے اپنے غلام کو جدع کیا۔ (ناک کان وغیرہ کاٹے) تو ہم بھی اسے جدع کریں گے“

لہٰذا اسلام میں قصاص پر بہت زور دیا گیا ہے

(2) حلم ودر گزر

سامی ادیان میں تنازعات کو ختم کرنے کے لیے حلم و در گزر کی بھی ترغیب دی گئی ہے اور اپنے لہجے کو نرم رکھنے کی بات کی گئی ہے اور ایسے حالات ہی پیدا کرنے سے منع کیا گیا ہے جو تنازعات کا باعث بنیں لیکن اگر تنازعات پیش آ بھی جائیں تو اسکو اللہ کے دیے ہوئے قانون کے مطابق حل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

یہودیت

دیگر سامی ادیان کی مانند یہودیت بھی ایک امن کا دین ہے بلکہ اگر عہد نامہ قدیم کا مطالعہ کیا جائے تو امن قائم کرنے کی جگہ جگہ تلقین کی گئی ہے

"جو برے منصوبے بناتے ہیں دغا سے بھرے ہوتے ہیں۔ لیکن جو امن وامان کے لئے کام کرتے ہیں خوشی پائیں گے"[11]

اسی طرح زبور میں بھی صلح کے لیے کام کرنے کو پسند کیا گیا ہے

"بدی کو چھوڑ اور نیکی کر صلح کا طالب ہو اور اسکی پیروی کر"[12]

یہاں تک کہ یہودیوں کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ اگر کسی شہر کا یا ملک کا محاصرہ کرتے ہیں تو وہاں کے لوگوں کو پہلے امن کا پیغام دیں اور اسکے بعد جنگ شروع کریں یعنی امن لازمی بات ہے

"جب تم شہر پر حملہ کرنے جاؤ تو وہاں کے لوگوں کے سامنے امن کا پیغام دو"[13]

یہاں تک کہ یہودی جب کسی شہر کا محاصرہ کرتے تو اسکا ایک حصہ کھلا چھوڑ دیتے تاکہ اگر کوئی اپنی جان بچا کر بھاگنا چاہے تو بھاگ سکتا ہے

ترجمہ "یہودی جب کسی شہر کا محاصرہ کرتے تو کبھی اسے چاروں طرف سے نہ گھیرتے، بلکہ ہمیشہ ایک طرف کا حصہ بھاگنے اور فرار ہونے والوں کے لیے کھلا چھوڑ دیتے تھے۔ یہ بہت دلچسپ بات ہے کہ کسی ملک سے جنگ شروع کرنا یہودیوں کے لیے قومی اور ذاتی طور پر ایک آزمائش ہوتی تھی اور یہ ان کی امن پسند فطرت کی بدولت ہوتا تھا[14]

توراۃ میں امن امان کے لیے لفظ **شالوم** استعمال ہوا ہے جسکے معنی سلامتی کے ہیں یہاں تک کہ قاموس الکتاب میں لکھا گیا ہے کہ اس لفظ کے مترادف اردو میں کوئی لفظ ہے ہی نہیں جو اسکا ترجمہ کیا جائے

"اس بیش قیمت لفظ میں مفہوم کا ایک خزانہ پنہاں ہے۔ اردو کا کوئی لفظ بھی اس کے پورے مفہوم کا احاطہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ اس لفظ میں کاملیت، صحت، خیر، خوش حالی، صلح، سلامتی، امن اور چین کے مفہوم موجود ہیں۔۔ کیتھولک مترجمین نے سلامتی اور صلح کے الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے، جبکہ پروٹسٹنٹ مترجمین نے اردو محاورے کا زیادہ لحاظ رکھا ہے۔۔۔ قاموس الکتاب میں عہد نامۂ قدیم وجدید کے مختلف ابواب میں اس عظیم لفظ کے مفہوم میں دنیاوی اقبال مندی کا تصور اور جسمانی صحت کے معنی درج ہیں، لیکن اس سے روحانی بہبودی بھی مراد ہو سکتی ہے۔ ایسی سلامتی صداقت اور راست بازی کی ہم جولی ہے، لیکن بدی کی نہیں' اس کا شریروں سے کوئی واسطہ نہیں۔"[15]

یہاں تک کہ آج جو کچھ یروشلم میں ہو رہا ہے وہ صریح لحاظ سے توراۃ کے خلاف ہے جبکہ توراۃ میں یروشلم میں لڑائی جھگڑا سختی سے منع ہے جبکہ آج یہودی ہاں پر بے گناہ مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگ رہے ہیں

"خداوند کا گھر پہاڑ پر ہے۔ آخری دنوں کے دوران یہ پہاڑ سارے پہاڑوں کے درمیان سب سے بلند ہوگا۔ سبھی ملکوں کے لوگ وہاں جایا کریں گے۔ بہت سے لوگ وہاں جایا کریں گے اور کہیں گے "ہمیں خداوند کے پہاڑ پر جانا چاہئے۔ ہم کو یعقوب کے خدا کی ہیکل میں جانا چاہئے اور خدا ہمیں اپنی راہیں بتائے گا اور ہم اس کے راستوں پر چلیں گے۔ "یروشلم میں کوہ صیون پر خداوند خدا کے کلام کا آغاز ہوگا اور وہاں سے شریعت روئے زمین پر پھیلے گی۔" وہ کئی قوموں کے درمیان انصاف کرے گا۔ وہ اپنی تلواروں کو توڑ کر ہل بنائیں گے اور لوگ اپنے بھالوں کا استعمال درانتی بنانے میں کریں گے۔ ایک قوم دوسرے سے جنگ نہ چھیڑیں گے اور وہ لوگ کبھی جنگ کا فن نہیں سیکھیں گے۔

یہاں تک کہ ہمیشہ اپنے لہجے کو نرم رکھنے کی بات کی گئی ہے اور سخت جوابات سے پرہیز کرنے کی کوشش کرنے کی تلقین کی گئی ہے

"نرم جواب غضب کو دور کرتا ہے، لیکن سخت بات غصے کو بھڑکاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں اس بات کو بھی یقینی بنایا ہے کہ اگر یہودی آپس میں صلح نہیں رکھیں گے تو انکی کوئی قربانی قبول نہیں ہوگی اور نہ ہی کوئی عبادت اللہ کو پسند آئے گی .

"خدا فرماتا ہے "تم مجھے لگاتار یہ قربانیاں کیوں پیش کرتے ہو؟ میں تمہارے مینڈھے کے جلانے کے نذرانوں کو اور سانڈو کے چربیوں کو کافی لے چکا ہوں۔ میں سانڈوں بھیڑوں اور بکریوں کے خون سے بھی خوش نہیں ہوں۔ "تم لوگ جب مجھ سے ملنے آتے ہو تو میری بارگاہ کی ہر شئے کو بے ضابطہ طریقے سے روند ڈالتے ہو۔ ایسا کرنے کے لئے تم سے کس نے کہا؟ "آئندہ جب تم آؤ بیکار کے تحفہ مت لانا۔ میں تمہارے بخور سے نفرت کرتا ہوں۔ میں نئے چاند کی ضیافت سبت کے دنوں اور دوسری تعطیل کے دنوں کو برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔ میں ان برے کاموں سے بھی نفرت کرتا ہوں جو تقریبوں کی جماعتوں میں کئے گئے۔ میرے دل کو تمہارے نئے چاندوں اور تمہاری مقررہ تقریبوں سے نفرت ہے۔ یہ جماعتیں میرے لئے ایک بوجھ کی مانند ہیں۔ میں انہیں اٹھاتے اٹھاتے اب تھک چکا ہوں۔ "تم اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرتے ہو لیکن میں تم پر دھیان نہیں دوں گا۔ اگرچہ تم بہت ساری دعائیں بھی کروگے تو بھی میں انہیں بالکل نہیں سنوں گا کیوں کہ تمہارے ہاتھ خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ "اپنے آپ کو پاک کرو تم جو بُرے کام کرتے ہو ان کا کرنا بند کرو میں ان بری باتوں کو دیکھنا نہیں چاہتا بُرے کاموں کو چھوڑو۔ اچھا کام کرنا سیکھو۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ انصاف کرو جو لوگ دوسروں کو ستاتے ہیں انہیں سزا دو۔ یتیم بچوں کے حق کے لئے جدو جہد کرو۔ بیواؤں کے حامی بنو۔"(16)

کتاب زبور میں بھی نیکی کے کام کرنے کی جہاں ترغیب دی گئی ہے وہاں صلح کرنے کو بھی بہت اہمیت دی ہے اور صلح کو ایک بہترین عمل قرار دیا ہے

"بدی کو چھوڑ دو اور نیکی کرو، صلح کی تلاش کرو اور اس کا پیچھا کرو۔"(17)

شریعت موسوی میں قاضیوں اور حاکموں کو بھی تنازعات کو ختم کرنے کے لیے انصاف اور نرمی کرنے کی تلقین کی گئی

ہے

"تمھیں لوگوں کو غریبوں کے ساتھ ناانصافی نہیں کرنے دینی چاہئے۔ "تم کسی کو کسی بات کے لئے قصوروار کہتے وقت بہت ہوشیار رہو۔ کسی آدمی پر جھوٹے الزام نہ لگاؤ۔ کسی بے گناہ شخص کو اُس کے قصور کی سزا کے لئے نہ مارو جو اس نے کیا ہی نہیں ہے"(18)

اسلام اور مسیحیت کی طرح صلح جو انسان کے لیے اللہ نے اجر عظیم کا وعدہ بھی کیا ہے

"کامل آدمی پر نگاہ کر اور راست باز کو دیکھ، کیونکہ صلح دوست آدمی کے لیے اجر ہے"(19)

اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ یہودیت مسیحیت اور اسلام تمام تنازعات کو ختم کرنے کے لیے نرمی اور انصاف کی تلقین کرتے ہیں

مسیحیت

مسیحیت میں بھی تنازعات کو حل کرنے کے لیے نرمی اور عفو و در گزر سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے یہودیت اور مسیحیت میں بھی نرم لہجے اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی ہی تلقین ملتی ہے اور مسیحیت میں تو نرمی پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے

"! یہ بات تم جانتے ہو۔ پس ہر آدمی سننے میں تیز اور بولنے میں دھیرا اور قہر میں دھیما ہو۔"(20)

مسیحیت میں جو لوگ صلح کرانے والے ہوتے ہیں انکو بابرکت کہنے کے ساتھ ساتھ اللہ کا پسندیدہ بھی کہا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ صرف وہی لوگ اللہ قریب ہونگے جو انسانوں میں آپس میں صلح کرواتے ہیں

"مبارک ہیں وہ جو صلح کرواتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔"(21)

بلکہ تنازعات کو ختم کرنے کے لیے میل میلاپ کو ترجیح دی گئی ہے اسی طرح یہودیت اور اسلام میں بھی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اگر کوئی آپ کے ساتھ بدی کرتا بھی ہے تو اسکے ساتھ اچھا سلوک کرو اور کسی بات کا بدلہ نہ لو جبکہ یہودیت اور اسلام میں بدلہ لینے کی ترغیب دلائی گئی ہے جبکہ مسیحیت میں بدلہ لینا صرف اللہ کا حق ہے

"بدی کے عوض کسی سے بدی نہ کرو جو باتیں سب آدمیوں کے نزدیک اچھی ہوں ان کی تدبیر کرو۔ جہاں تک ہو سکے تو مقدور بھر ہر آدمی کے ساتھ صلح رکھو۔اے پیارو: انتقام مت لو بلکہ غضب کو موقع دو کیونکہ یہ لکھا ہے کہ "پروردگار فرماتے ہیں۔ انتقام لینا میرا کام ہے میں ہی بدلہ دوں گا"(22)

چاہے کتنا بڑا ہی تنازعہ ہو اچھے لب و لہجے اور برداشت کرنے سے تمام تنازعات ختم ہو جاتے ہیں اور یہ بات باور کروائی گئی ہے کہ اگر تم لوگوں کے قصور معاف نہیں کرو گے تو اللہ بھی تمھارے گناہ معاف نہیں کرے گا یہ بات اسلام اور یہودیت میں بھی مذکور ہے اور مسیحیت میں تو بہت ہی زیادہ ہے

"اس لئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا پروردگار بھی تم کو معاف کرے گا۔ اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا پروردگار بھی تمہارے قصور معاف نہ کرے گا"(23)

سی۔ایس لویس نے بھی اسی بات کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ اگر ہم اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کریں گے تو ہم یہ کیسے امید کر سکتے ہیں کہ اللہ ہم پر رحم کرے گا

It is made perfectly dear that if we do not forgive we shall not be forgiven. There are no two ways about it. What are we to do?(24)

ترجمہ "یہ بالکل واضح ہے کہ اگر ہم معاف نہیں کریں گے تو ہمیں معاف نہیں کیا جائے گا۔اس میں کوئی دورائے نہیں ہیں۔ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

اسی طرح انجیل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ جھگڑا ہو تو بدلہ لینے کی بجائے اسکو معاف کر دو اور برداشت کرو کیونکہ برداشت کرنے سے جھگڑے خود بخود ہی ختم ہو جاتے ہیں اور محبت کے بیج اپنے دلوں میں بو لیں یہی بات آپ لوگوں کے حق میں بہتر ہے

"اگر کسی کو دوسرے کی شکایت ہو تو ایک دوسرے کی برداشت کرے اور ایک دوسرے کے قصور معاف کرے۔
جیسے پروردگار نے تمہارے قصور معاف کئے ویسے ہی تم بھی کرو۔ اور ان سب کے اوپر محبت کو جو کمال کا پٹکا ہے
باندھ لو"(25)

مسیحیت میں ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ امن کو قائم کرنے میں مدد دیتی ہیں معافی کی ترغیب دلاتی ہیں اور جھگڑوں سے اجتناب کرنے کا حکم دیتی ہیں یہودیت اور مسیحیت میں بھی امن قائم کرنے کا حکم ہے لیکن مسیحیت،یہودیت سے زیادہ امن کا فروغ چاہتا ہے

اسلام

اسلام ایک امن کا دین ہے لیکن اسکے ساتھ اسکو فطری دین بھی کہا جاتا ہے اسلام مسیحیت جیسا امن قائم کرنے کی تلقین نہیں کرتا کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ لگائے تو دوسری بھی آگے کر دی جائے اگرچہ معاف کرنا اسلام میں بھی پسندیدہ ہے لیکن اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچاتا ہے تو جس کا نقصان ہوا ہوتا ہے اسکو اپنے نقصان کے برابر بدلہ لینے کا پورا اختیار ہے

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِۦ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ (26)

ترجمہ "اور اگر بدلہ لو بھی تو بالکل اتنا ہی جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا گیا ہو اور اگر صبر کر لو تو بیشک صابروں کے لئے یہی بہتر ہے"

اسلام میں تو مسلمان ہی اسکو مانا گیا ہے جس سے دوسر مسلمان ہر لحاظ سے محفوظ ہوں یعنی جو امن سے نہیں رہتا وہ اپنے ایمان کی جانچ کرے

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ(27)

ترجمہ "وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا"

اسلام میں بحث و تمحیث کے لیے اگر ضرورت پڑ بھی جائے تو اچھے طریقے سے بحث کرنے کا حکم ہے نہ کہ اپنی بات منوانے کے لیے بات لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت تک پہنچ جائے

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ [28]

ترجمہ ''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے ۔یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے پورا واقف ہے''

قدرتی بات ہے جب بات اچھے طریقے سے کی جائے گی تو تنازعات بڑھنے کی بجائے کم ہونگے یا پھر ختم ہی ہو جائیں گے۔

اسلام میں بھی یہودیت اور مسیحیت کی طرح رحم دلی پر خاص طور پر توجہ دی گئی ہے اور جو لوگ اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتے ان پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا اور یہی بات یہودیت اور مسیحیت میں بھی نظر آتی ہے کہ جو انسان مخلوق پر رحم نہیں کرتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا یہی بات یہودیت اور مسیحیت میں بھی ملتی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللَّهُ [29]

ترجمہ ''جو شخص لوگوں پر مہربانی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی نہیں کرے گا'۔امام ترمذی کہتے ہیں''

امن کا مطلب ہی ایک پر سکون ماحول ہے اگرچہ جہاد السیف بھی امن کو قائم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے لیکن یہ اس امن جیسا نہیں جو پیار محبت سے مسلوں کو حل کر کے ایک پائدار امن کی بنیاد رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے صلح کروانے کو اپنے ساتھ تقویٰ رکھنے کے مترادف قرار دیا ہے۔

فاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ [30]

ترجمہ'' سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو '

اللہ تعالیٰ نے ختم النبیین ﷺ کو نرم دل اور خوش گفتار بنایا اگر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ سخت دل اور تلخ لہجے کے ساتھ دنیا میں بھیجتے تو آپ ﷺ کی تبلیغ اسقدر کامیاب نہ ہوتی اور آپ ﷺ کو نرم طبیعت بنانے پر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اس بات کا احسان جتا رہے ہیں اسکا مطلب ہے نرم طبعیت کا ہونا بھی انسان پر اللہ کا احسان ہے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ [31]

ترجمہ ''اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اسی طرح اگر مسلمان باہم لڑپڑیں تو اچھے طریقے سے صلح کروادینی چاہیے یہودیت اور مسیحیت بھی اس بات کے قائل ہیں

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (32)

ترجمہ "(یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے "

تینوں دین یہودیت ، مسیحیت اور اسلام تنازعات کو ختم کرنے کے لیے صلح صفائی اور بردباری کا درس دیتے ہیں اور آپس میں محبت سے رہنے کا درس دیتے ہیں اور جو اہل زمین پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا اس بات پر تمام سامی ادیان کا عقیدہ ہے۔

نتائج البحث

1. الہامی ادیان میں تنازعات کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تقریباً یکساں اصول دیے ہیں۔
2. تمام سامی ادیان میں اللہ تعالیٰ نے قصاص جیسی سزا رکھی تاکہ کسی بھی جھگڑے میں اگر کوئی فریق کسی کا نقصان کرتا ہے تو اسکو بھی بدلے میں ویسا ہی نقصان پہنچایا جائے گا اسی ڈر سے بہت سے لوگ جھگڑوں میں نہیں پڑتے کہ کہیں سزا کہ مستحق نہ ٹھہر جائیں۔
3. یہودیت اور اسلام میں قصاص پر زیادہ توجہ دی گئی ہے جبکہ مسیحیت میں معاف کرنے کو کہا گیا ہے لیکن قتل کے مسلے میں مسیحیت میں بھی قاتل کو سزا دینے کا حکم ہے۔
4. تینوں سامی ادیان میں نرم لہجے کو پسند کیا گیا ہے کیونکہ نرم لہجہ بہت سے تنازعات کو کھڑا ہونے سے پہلے ہی روکنے کا سبب بن جاتا ہے اور جھگڑے کھڑے ہی نہیں ہوتے تو انکو ختم کیا کرنا ہے۔
5. بنی نوع انسان کی بھلائی تینوں ادیان کا مقصد ہے کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہونے پائے۔
6. تینوں ادیان کے شارع نے اپنے دین کے احکامات کو عملی طور پر کر کے دیکھا دیا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

(1) پیدائش 6:9

Paidaish 6:9

(2) خروج 12-14:21

Khurooj 12-14:21

(3) Talmud - Mas. Sanhedrin 72a, P:6896

(4) خروج;24-27:21

Khurooj 24-27:21

(5) متی;21-22:5

Matti 21-22:5

(6) رومیوں:9:13

Roomiyon 9:13

(7) متی;38-39:5

Matti 38-39:5

(8) البقرہ:178-179

Al-Baqarah: 178,179

(9) المائدہ:45

Al-Ma'idah: 45

(10) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، مترجم ابو العرفان مولانا محمد انور مگھالوی "سنن ابی داؤد" ناشر، محمد حفیظ البرکات شاہ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور،؛ رقم الحدیث:4489

Abu Dawood, Sulaiman bin Ash'ath Sajistani, Mutarjim Abu Al-Irfan Maulana Muhammad Anwar Maghalwi, "Sunan Abi Dawood" Nasher, Muhammad Hafeez Al-Barkat Shah, Zia Al-Quran Publications, Lahore; Raqam Al-Hadith 4489

(11) الامثال;20:12

Al-Amsal 20:12

(12) زبور;14:34

Zaboor 14:34

(13) استثناء;10:20

Istasna 10:20

(14)https://mazameen.com/ Concepts of Peace in Judaism - (Part 1) - Essays.com May 21, 2016 ·

(15) الیف۔الیس۔خیر اللہ، "قاموس الکتاب" ناشر مسیحی اشاعت خانہ، 36 فیروز پور روڈ لاہور، 2015:

F. S. Khairullah, "Qamoos Al-Kitab," Nasher Masihee Isha'at Khanah, 36 Ferozepur Road, Lahore, 2015

(16) یسعیاہ;11-17:1

Yasha'iah 11-17:1

(17) زبور;14:34

Zaboor 14:34

(18) خروج;6-7:23

Khurooj 6-7:23

(19) زبور;37:37

Zaboor 37:37

(20) یعقوب کا خط;19:1

Yaqoob ka Khat 19:1

(21) متی;9:5

Matti 9:5

(22) رومیوں کے نام خط;17-19:12

Roomiyon ke Naam Khat 17-19:12

(23) متی;14-15:6

Matti 14-15:6

(24)C . S . L ewis, "Mere C h r i s t i a n i t y" was published by HarperOne, an imprint of HarperCollins Publishers1952.p 64.

(25) کولسیوں;13-14:3

Kolossiyon 13-14:3

(26)النحل;126:16

Al-Nahl 126:16

(27) بخاری, محمد بن اسماعیل، "ا صحیح بخاری" دار الکتب العلمیۃ—بیروت تاریخ دمشق;2004 رقم الحدیث:10

Bukhari, Muhammad bin Ismail, "Saheeh Bukhari" Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah – Beirut, Tareekh Dimashq 2004; Raqam Al-Hadith 10

(28)النحل:125

Al-Nahl 125:16

(29)ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ "جامع ترمذی" دار الکتب العلمیۃ—بیروت تاریخ دمشق(1998ء) رقم الحدیث:1922

Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa, "Jaami' Tirmidhi" Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah – Beirut, Tareekh Dimashq (1998) Raqam Al-Hadith 1922

(30)الانفال:1

Al-Infal :1

(31)آل عمران159

Aal-Imran 159:3

(32)الحجرات:10

Al-Hujurat 10